AMRJ
Akshara Multidisciplinary Research Journal
E- ISSN 2582-5429
Peer-Reviewed & Refereed International Research Journal
July 2021 Special Issue 02 Vol. III
SJIF Impact- 5.54

56

اسے چند سکندر آبادی کی 'مثلِ خالقِ باری' کا جائزہ

ڈاکٹر شیخ آفاق انجم
نوتن مراٹھا کالج جلگاؤں
drafaqanjum@gmail.com

اُردو کی ادبی تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں کی طرح اُردو ادب کا آغاز بھی شاعری سے ہوا اور نثر بعد میں وجود میں آئی۔ اُردو شاعری کے ارتقاء میں صرف مسلم شعراء نے ہی حصہ نہیں لیا بلکہ غیر مسلم شعراء ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، جین وغیرہ سب اس کی ترقی و ترویج میں مدد و معاون رہے ہیں۔ اردو شاعری کا بہت بڑا حصہ غیر مسلم شعرا کی تخلیقات پر مشتمل ہے۔ اُردو میں شاعری کا آغاز ہوا اور مسلم اور ہندو شعرا نے اس میں اپنی زبان کھولی تو اس کے ارتقاء کا ذکر تذکروں میں ہونے لگا۔ اردو ادب اور شاعری کی تاریخ میں بے شمار غیر مسلم شعرا کا ذکر ملتا ہے۔ اردو مسلمانوں کی ہی نہیں ہندوستان کی زبان ہے۔ اردو زبان تمام مذاہب کے ماننے والوں اور سبھی فرقوں کی زبان ہے۔ کوئی بھی زبان کسی کسی خاص مذہبی فرقے کی نہیں ہوسکتی۔ اردو زبان ہندوستانی تہذیب اور اس کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ زبان کبھی ہندی، ہندوی اور ہندوستانی کہلاتی تھی۔ اب اردو کے نام سے مشہور ہے۔ شاہجہانی عہد میں یہ اردوئے معلی بھی کہلائی۔ برطانوی عہد میں یہ انتظامی اور عدالتی امور کی زبان تھی۔

''تاریخاتِ ادب میں مرقوم ہے کہ سلطنتِ دہلی کی سرکاری زبان فارسی تھی اور ابتدا میں مسلمان ہی اس زبان کو بولتے لکھتے پڑھتے تھے اور سرکاری کاموں میں استعمال کرتے تھے، لیکن یہ کافی نہ تھا کیوں کہ ہندوستان کی کثیر آبادی ہندو قوم پر مشتمل تھی اور ان کے اشتراک کے بغیر کاروبار حکومت چلانا مشکل تھا۔ دہلی سلطنت میں جب غلام، خلجی و تغلق و سادات خاندان کے بعد ابراہیم لودھی خاندان اقتدار آیا تو اس خاندان کے ایک بادشاہ سکندر لودھی 1517 - 1488 نے آگرہ کی بنیاد ڈالی اور کاروبار سلطنت کو اچھی طرح سے انجام دینے کی تدابیر اختیار کیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس نے کچھ ہندوؤں کو ملازم رکھنا چاہا اور ان سے پوچھا کہ کیا وہ سرکاری زبان جانتے ہیں، انہوں نے انکار کیا۔ اس نے برہموں، راجپوتوں، ویش لوگوں سے کہا کہ وہ فارسی سیکھیں تو وہ راضی نہ ہوئے، البتہ کایستھ قوم کے افراد نے یہ بات قبول کر لی اور فارسی سیکھنے لگے، اس زبان میں مہارت حاصل کی اور بڑے بڑے منصب حاصل کیے۔'' 1

اُردو زبان چوں کہ ہندوستان میں بسنے والے لوگوں ہندو، سکھ، عیسائی، جین اور مسلمانوں کے آپسی، سماجی، ثقافتی و لسانی میل جول و اشتراک سے، ان کے ایک دوسرے کو سمجھنے کے مقصد سے سے وجود میں آئی، لہٰذا اس کے سماجی، معاشرتی، ثقافتی و لسانی عناصر کا ادغام ہوا، اور یہ ملغوبہ یا آمیزہ زبان اپنی ضرورت و اہمیت کے اعتبار سے تمام کا سرمایہ بنی اور سبھی کے استعمال کے کام آئی۔ سبھی نے اس میں تعلیم حاصل کی اور جب تخلیقِ ادب کا وقت آیا اور شاعری کا آغاز ہوا تو صرف مسلمانوں نے ہی اپنی زبان نہیں کھولی بلکہ ہندوؤں اور دیگر قوموں نے بھی اس زبان میں شعر گوئی کا آغاز کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری کی تاریخ میں قدیم زمانے سے ہی بہت سارے غیر مسلم شعرا کی شاعری کے نمونے ملتے ہیں۔ بیسویں صدی سے قبل تقریباً تین سو سال کے عرصے پر محیط عہد میں مسلم شعراء اور ادیبوں کے ساتھ ساتھ سیکڑوں غیر مسلم شعراء و ادیب بھی اردو زبان و ادب کی آبیاری میں مصروف تھے۔ میر کے عہد اور ان کے بعد کے عہد میں بھی بہت سے برادرانِ وطن کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

ناظر کاکوروی اپنی کتاب 'اردو کے ہندو ادیب' میں لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

''اس میں شک نہیں کہ اردو ادب کی ترقی و تہذیب کے سلسلے میں مسلمانوں کے کارنامے زیادہ روشن ہیں، جس کی وجہ وہ شاہی پشت پناہی تھی، جو فرمانروایانِ ماسبق کے دورِ ہمایوں میں اردو زبان کو نصیب ہوئی۔ لیکن یہ کھلی ہوئی بے انصافی ہوگی اگر کوئی ناواقف یہ کہہ اٹھے کہ ہمارے برادرانِ وطن نے اس زبان کی ترقی اور ترویج میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔'' 2

سلطنتِ دہلی کے آغاز کے زمانے میں حضرت امیر خسرؔو ہندوی شاعری کا نمونہ پیش کر چکے تھے اور زبان سیکھنے سکھانے کے مقصد سے اپنی مشہور کتاب 'خالق باری' پیش کر چکے تھے۔ 'خالق باری' ایک منظوم لغت ہے، جس میں ہندوستانی الفاظ فارسی کے ذریعے سکھائے گئے ہیں۔ یہ ایک نصاب الصبیان (بچوں کی درسی کتاب) بھی ہے، اور امیر خسرؔو کے زمانے سے ہی بچوں کو نئی زبان ہندوی اردو سکھانے کے لیے مستعمل رہی ہے۔ اس میں ابتدائے زمانہ سے بہت سی تبدیلیاں واقع ہوگئی ہیں، کئی اضافے بھی ہوئے ہیں اور کئی لوگوں نے اس کی طرز پر اپنے اپنے نصاب الصبیان بھی لکھے ہیں۔ اردو میں اس طرز کے نصاب الصبیان کا بڑا طویل سلسلہ ملتا ہے، جو غالبؔ کے 'قادر نامہ' تک اور (اس کے بعد بھی) جاری رہتا ہے۔ اس میں کئی نصاب الصبیان غیر مسلموں نے بھی لکھے ہیں۔

سن 1526 میں بابر نے پانی پت کی جنگ جیت کر سلطنتِ مغلیہ کی بنیاد ڈالی۔ 1530 میں اس کی وفات پر اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا۔ مگر 1540 میں ایک افغان سردار شیر شاہ سوری نے اسے شکست دے کر ایران فرار ہو جانے پر مجبور کیا اور سوری خاندان کی بنیاد ڈالی۔ اس نے 1540 سے 1545 تک حکومت کی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سلیم شاہ سوری تخت نشین ہوا اور اس نے 1545 سے 1554 تک حکومت کی۔ اس کے عہد میں ہمیں (اب تک کی معلومات کے لحاظ سے) اردو کے پہلے غیر مسلم شاعر کا پتہ چلتا ہے۔

سن 1551 میں دہلی کے قریب سکندر آباد ضلع بلند شہر اتر پردیش کے رہنے والے ایک شخص اجے چند پسر رُدنی چند بھٹناگر نے مثنوی کی طرز پر ایک نصاب الصبیان تالیف کی تھی، جو اب تک کی معلومات کے لحاظ سے کسی غیر مسلم کی پہلی منظوم کاوش اور نمونۂ اردو شاعری ہے۔ اس کا نسخہ مولوی عبدالحق مرحوم کو دستیاب ہوا تھا، اس کا کوئی نام نہ تھا، اس لیے مولوی عبدالحق نے رسالہ 'اردو' جنوری 1952 میں اس مثنوی کو متعارف کرواتے وقت اس کا نام 'مثلِ خالق باری' رکھا۔ اس کا مکمل نسخہ ڈاکٹر نذیر احمد نے 'غالب نامہ' دہلی جنوری 1986 میں شائع کیا ہے۔ شاعر اجے چند بھٹناگر سکندر آبادی کے حالاتِ زندگی نہیں ملتے، اس کا نام اس شعر میں آیا ہے۔

اجے چند بھٹناگر بندہ
پسر رُدنی چند شعر کنندہ

یہ مثنوی کی صنف میں ہے۔ اس میں 36 عنوانات ہیں۔ ہر ایک کے آخر میں 'خانہ' آتا ہے جیسے مطبخ خانہ، دفاتر خانہ، عطریات خانہ، تنبول خانہ، فراش خانہ، شراب دار خانہ، جنگ خانہ، آبدار خانہ، خیاط خانہ، خزانہ خانہ، بیوہ خانہ، شمع خانہ، فیل خانہ وغیرہ کارخانوں کا ذکر ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اجے چند نے امیر خسرؔو کی 'خالق باری' کو پیشِ نظر رکھ کر یہ کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کے اور 'خالق باری' کے کئی اشعار میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

نظم کا آغاز حمدیہ اشعار سے ہوتا ہے۔

باریِ تعالیٰ نام گسائی   بسے بزرگی بہت بڑائی
خالق جن جگ پیدا کیا   رزاق سب کو بھوجن دئیا
واحد ایک پرستش پوجا   لاشریک کوئی اور نہ دوجا
بے چگوں جنھ روپ نہ دیکھا   بے غوں وہ جائے نہ دیکھا
بے نیاز جو سنگ نہ مائیں   بے قیاس کوئی انت نہ جائیں

مطبخ خانہ :

مطبخ ہندوی کہوں رسوئی   ہانڈی دیگ کفچہ ہے ڈوئی
دال تمام معروف بدانی   چاول نام برنج نجوانی
خوب ماہی مچھلی جانہ   لحم گوشت در ہندوی جانہ
روغن زرد جو گھی کہو   شیر بنوش دودھ ہی پیو

E- ISSN 2582-5429
Akshara Multidisciplinary Research Journal
Peer-Reviewed & Refereed International Research Journal
July 2021 Special Issue 02 Vol. III
SJIF Impact- 5.54

شکر شیرینی کھانڈ مٹھائی　　تبرخرخرہ ترش کھٹائی
نمک دار در ہندی سلونا　　تلخ شدن ہے کڑوا ہونا
مزہ سواد خوب ہے نیکا　　بدان بے نمک ہندوی پھیکا
اجے چند قسمت نے پانا　　لے خرخشہ جھگڑا پانا 3

مذکورہ بالا نظم میں جو الفاظ آئے ہیں، وہ زیادہ تر اسماء ہیں ضرورتِ شعری کے تحت کہیں کہیں افعال، ضمائر، صفات، حروف ربط وغیرہ بھی استعمال میں آئے ہیں۔ایک دلچسپ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بہت سے الفاظ وہ ہیں جو آج بھی ہم اسی طرح بولتے ہیں۔کئی الفاظ کا تلفظ قدیم ہے، جیسے لاگا (لگا)۔بچھانا (بچھونا)۔اندھاری (اندھیری)۔گاڈی (گاڑی)۔کچھو (کچھ) وغیرہ۔شاعر نے اختصار سے کام لیا ہے اور انہی الفاظ کو کو شاملِ کتاب کیا ہے جو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ بہت سے الفاظ اردو کے ساتھ ایسے پیوست ہو گئے ہیں کہ شاعر نے ان کو بھی ہندوی کہہ دیا ہے۔

لحم گوشت در ہندوی جان
کرتہ نام پیراہن جان
صف گستراں بوریا بچھاؤ
نام سیاست سزا بکھان
تازیانہ چابک ہے جان 4

ان مصرعوں میں گوشت، کرتہ، بوریا، سزا فارسی الفاظ ہیں جنہیں ہندوی کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ فارسی الفاظ زبان میں اس طرح رچ بس گئے تھے کہ بظاہر یہ تمیز کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ کون سا لفظ فارسی ہے اور کون سا اُردو۔

بیوہ خانہ :

بیوہ خانہ کہیے رنڈ سالہ　　پختہ روئی با فندہ گالا
چرخہ نام رہٹ ہے جان　　دوک بیار جو نکلا آن
ہے پیچک در ہندی پونی　　شد کلاوہ کگڑی ہونی

مورخینِ ادب کی رائے میں یہ نظم اپنی قدامت کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت اور کئی خصوصیات کی حامل ہے۔اجے چند دہلی کے اطراف کا رہنے والا تھا اور وہی زبان استعمال کر رہا ہے جو اس کے چاروں طرف بولی جا رہی تھی۔یہ وہی زبان ہے جسے حضرت امیر خسروؔ، ابوالفضل اور شاہ باجن نے دہلوی کے نام سے موسوم کیا ہے اور جسے اجے چند ہندوی کہہ رہا ہے۔

تلخ شدن ہے کڑوا ہونا
کہ نہ سکوں گفتم نتوانم
مہنگا بیچے گراں فروش
تنہا ماندن رہے اکیلا
زاغ سیہ ہے کالا کوا
پردہ پوش جو پردہ ڈھانکے
لاغر دبلا فربہ موٹا 5

اجے چند کی 'مثلِ خالقِ باری' میں جس لہجے اور آہنگ کا احساس ہوتا ہے وہ نہ تو امیر خسروؔ کی 'خالقِ باری' میں ہوتا ہے، نہ ہی حکیم یوسفی کی 'قصیدہ در لغات ہندی' میں۔

E- ISSN 2582-5429

Akshara Multidisciplinary Research Journal

Peer-Reviewed & Refereed International Research Journal

AMRJ

SJIF Impact- 5.54

July 2021 Special Issue 02 Vol. III

حوالہ جات:

1 ۔ ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ : ڈاکٹر سید عبداللہ - مجلس ترقی ادب، لاہور 1967 - (ص25)

2 ۔ اُردو کے ہندو ادیب : ناظر کاکوروی - انوار بک ڈپو، لکھنو 1939 - (ص24)

3 ۔ تاریخ ادب اُردو- جلد اوّل : ڈاکٹر جمیل جالبی - ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی 1977 - (ص55)

4 ۔ تاریخ ادب اُردو- جلد اوّل : ڈاکٹر جمیل جالبی - ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی 1977 - (ص56)

5 ۔ تاریخ ادب اُردو- جلد اوّل : ڈاکٹر جمیل جالبی - ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی 1977 - (ص55)

■ ■ ■